غضِ بصر

〈۱〉 وَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَّظْرَةِ الْفُجَآءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ. (مسلم)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ سے (کسی عورت پر) اچانک نگاہ پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے مجھے اپنی نگاہ پھیر لینے کا حکم دیا۔

تشریح: یعنی کسی اجنبی عورت پر اگر بلا قصد یکایک نگاہ پڑ جائے تو اسے دیکھتا نہ رہے بلکہ فوراً اپنی نگاہ پھیر لے۔ پھر دوبارہ اسے دیکھنے کی کوشش نہ کرے۔ بلا قصد و ارادہ جو نگاہ اجنبی عورت پر پڑ گئی تھی وہ معاف ہے، اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ قرآن میں بھی ہے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور: ۳۰) ”مومنوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں بچائے رکھیں۔“

اس حدیث کی بنا پر امام نوویؒ اور بعض دوسرے علماء کا خیال ہے کہ عورت کو راہ میں منہ ڈھکنا اجب نہیں ہے بلکہ سنت اور مستحب ہے۔ لیکن مردوں کو ان سے اپنی نگاہ بچانی چاہیے۔ البتہ جہاں حقیقی ضرورت ہو وہاں دیکھنے کی اجازت ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ ایک نظر اس عورت کو دیکھ کر اطمینان حاصل کرسکتا ہے۔ ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح تفتیش جرائم کے سلسلے میں کسی مشتبہ عورت کو دیکھنا، یا علاج کے لیے طبیب کا مریض عورت کو دیکھنا جائز ہے۔ شہادت کے موقع پر بھی قاضی گواہ عورت کو دیکھ سکتا ہے۔

〈۲〉 وَ عَنْ بُرَيْدَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِیٍّؓ: يَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰی وَ لَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ. (احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

ترجمہ: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ”اے علیؓ، (کسی عورت) پر نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نظر نہ ڈال۔ پہلی (اتفاقی) نظر تیرے لیے ہے، دوسری تیرے لیے ہرگز نہیں ہے۔“

تشریح: یعنی پہلی نظر جو اتفاقاً کسی عورت پر پڑ گئی اس پر مواخذہ نہ ہوگا لیکن اس کے بعد اگر دوسری نظر ارادتاً کوئی اس پر ڈالتا ہے تو یہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اس لیے اگر کسی شخص کی بلا ارادہ کسی عورت پر نگاہ پڑ جائے تو اس کی طرف سے اپنی نظر ہٹا لے، اسے دوبارہ دیکھنے کی ہرگز کوشش نہ

کرے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر قبیلہ خشعم کی ایک عورت راستہ میں حضور ﷺ کو روک کر حج سے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے لگی۔ فضل بن عباسؓ (حضورؐ کے چچازاد بھائی جو اس وقت نوجوان تھے) نے اپنی نگاہیں گاڑ دیں۔ نبی ﷺ نے ان کا منہ پکڑ کر دوسری طرف کر دیا۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

مرد ہی کو نہیں عورتوں کو بھی غضِ بصر سے کام لینا چاہیے۔ انھیں بھی قصداً کسی مرد کو دیکھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن عورتوں کے مردوں کے دیکھنے کے معاملے میں اتنی سختی نہیں ہے جتنی سختی مردوں کے عورتوں کے دیکھنے میں ہے۔ چناں چہ حضرت عائشہؓ کو حبشیوں کے نیزہ بازی کا کھیل نبی ﷺ نے خود دکھایا تھا۔ حالاں کہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اور حضرت عائشہؓ بالغ تھیں۔ البتہ اس کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہو۔ مرد اور عورتیں کسی مجلس میں ایک ساتھ جمع ہوں اور وہ آپس میں بے تکلفانہ باتیں کریں اور شوق اور دلچسپی سے ایک دوسرے کو دیکھیں۔

غضِ بصر کا منشا یہ بھی ہے کہ کوئی کسی عورت یا مرد کے ستر پر نگاہ نہ ڈالے۔ حضور ﷺ نے مرد کے ستر کے حدود ناف سے گھٹنے تک مقرر کیے ہیں۔ جسم کے اس حصہ کو بیوی کے سوا کسی دوسرے کے سامنے کھولنا روا نہیں (دار قطنی، بیہقی)۔ مردوں کے لیے عورت کا ستر ہاتھ اور منہ کے سوا اس کا پورا جسم ہے، جس کو شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد کے سامنے ہرگز نہ کھلنا چاہیے، یہاں تک باپ اور بھائی کے سامنے بھی اسے کھولنا جائز نہیں ہے۔

عورت کو ایسا باریک یا چست لباس بھی پہننا درست نہیں ہے، جس سے بدن اندر سے جھلکتا ہو یا بدن کی ساخت نمایاں ہو۔ ایک بار حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رسولِ خدا ﷺ کے سامنے آئیں وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ آپؐ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو یہ درست نہیں کہ اس کے اور اس کے سوا کوئی حصۂ نظر نہ آئے۔ آپؐ نے منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ فرمایا (ابوداؤد)۔ اس سلسلے میں بس اتنی رعایت ہے کہ باپ بھائی وغیرہ اپنے محرم رشتے داروں کے سامنے عورت جسم کا اتنا حصہ کھول سکتی ہے گھر کا کام کاج کرتے ہوئے جس کے کھولنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً آٹا گوندھنے کے وقت اپنی آستین چڑھا لینا یا گھر کا فرش دھوتے ہوئے پائنچے کچھ اوپر اٹھا لینا۔

کسی کے ستر پر نگاہ ڈالنے سے بچنا شریعت کی نگاہ میں ضروری ہے۔ حضرت علیؓ سے

روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کسی زندہ یا مردہ کی ران پر نگاہ نہ ڈالو۔“ (ابن ماجہ، ابوداؤد)
تنہائی کی حالت میں بھی برہنہ رہنا درست نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”خبردار کبھی برہنہ نہ رہو، کیوں کہ تمھارے ساتھ وہ (رحمت کے فرشتے) رہتے ہیں، جو کبھی تم سے الگ نہیں ہوتے سوائے اس وقت کے جب تم رفع حاجت کرتے ہو یا اپنی بیوی کے پاس جاتے ہو، لہٰذا ان سے حیا کرو اور ان کا احترام ملحوظ رکھو۔“ (ترمذی) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اِحۡفَظۡ عَوۡرَتَکَ اِلاَّ مِنۡ زَوۡجَتِکَ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ یَمِیۡنُکَ ”اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے محفوظ رکھو۔“ سائل نے دریافت کیا: اور جب ہم تنہائی میں ہوں؟ فرمایا: فَاللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَحَقُّ اَنۡ یُّسۡتَحۡیَا مِنۡہُ ”تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔“ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

﴿۳﴾ وَ عَنۡ اَبِیۡ اُمَامَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنۡ مُسۡلِمٍ یَنۡظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امۡرَأَۃٍ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَحۡدَثَ اللّٰہُ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلَاوَتَھَا. (احمد)

ترجمہ: حضرت ابواُمامہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی مسلم کی نظر کسی عورت کے حسن و جمال پر پہلی بار پڑ جائے پھر وہ فوراً اپنی نظر ہٹا لے تو لازماً خدا اس کے لیے ایسی عبادت پیدا فرمائے گا کہ اس کی حلاوت (لذت) اسے حاصل ہوگی۔“

تشریح: یعنی اگر کسی مسلم شخص کی نظر کسی پرائی عورت کے حسن و جمال پر پڑ گئی اور اس نے اپنی نگاہ اس سے ہٹا لی اور دوبارہ اس پر نگاہ ڈالنے کی کوشش نہیں کی تو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی خدا اس کے عوض اسے ایسی چیز عطا فرمائے گا، جو حسنِ ظاہر سے فائق برتر اور انتہائی لذت بخش شے ہوگی۔ وہ درحقیقت ایک ایسا جمالیاتی تجربہ ہوگا، جو اسے اِسی موجودہ زندگی میں حاصل ہوگا۔ یہ تجربہ من جانب اللہ ہوگا، اس لیے اس کے معتبر اور قابلِ اعتماد ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ اس جمالیاتی تجربہ کو اس حدیث میں لفظ عبادت سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ عبادت سے مراد یہاں خدا کی معرفت اور اس کا عرفان ہے۔ جس سے بڑھ کر راحت بخش اور سرور انگیز تجربہ دوسرا ممکن نہیں ہے۔

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسلام میں عام عبادات بھی حقیقت میں حق شناسی اور معرفتِ الٰہی کا اظہار ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں لفظ 'عبادت' معرفت یا پہچان کے مفہوم

میں بھی استعمال ہوا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ قَالَ: اِنَّکَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمِ اَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ اِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَاِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً تُوْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَ تَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ (مسلم، عن ابن عباسؓ) ”رسولِ خدا ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو فرمایا: تم ایک ایسی قوم کے پاس جاؤ گے جو اہلِ کتاب میں سے ہے تو سب سے پہلے تمھیں جس چیز کی طرف ان لوگوں کو دعوت دینی چاہیے وہ اللہ کی عبادت ہے۔ پھر جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ نے دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ان کو بتانا کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے، جو ان کے مال میں سے لی جائے گی۔ پھر ان کے ضرورت مندوں (محتاجوں) کی طرف لوٹا دی جائے گی۔ جب وہ اسے مان لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کرنا اور ان کے اچھے مالوں سے بچنا (یعنی ان کے عمدہ قسم کے مالوں ہی پر ہاتھ نہ ڈالنا)۔“

اس حدیث میں واضح طور پر عِبَادَةُ اللّٰهِ کا لفظ خدا کی پہچان کے معنی میں آیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یمن کے اہلِ کتاب کو اس کی دعوت دینا کہ وہ خدا کو پہچانیں اور جب وہ خدا کو پہچان لیں تب عام عبادات نماز، زکوٰۃ وغیرہ کے بارے میں خدا کے احکام سے ان کو مطلع کرنا۔

فتنۂ آواز

﴿۱﴾ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَ التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ. (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ ارشاد فرماتے تھے: ”تسبیح مردوں کے لیے ہے اور دستک عورتوں کے لیے۔“

تشریح: یعنی نماز میں امام سے کوئی سہو ہو رہا ہو تو اس سے اس کو آگاہ کرنے کے لیے مرد مقتدی بہ آوازِ بلند تسبیح (سبحان اللہ یا اللہ اکبر) پڑھے اور مقتدی عورت تسبیح کے بجائے دستک دے یعنی اپنے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر امام کو سہو سے آگاہ کرے۔ زبان سے آواز نہ نکالے۔

عورت کی آواز بھی عورت ہوتی ہے۔ شکل وصورت کی طرح عورتوں کی آواز میں بھی خدا نے ایسی کشش رکھی ہے کہ مردوں کے دل فطری طور پر اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ نسوانی آواز میں خاص قسم کے لوچ اور لطافت کی وجہ سے دلوں میں ناروا قسم کے جذبات کے ابھرنے اور ان کے پرورش پانے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ قلوب کی پاکیزگی کی حفاظت کے لیے شریعت نے ضروری سمجھا کہ نماز میں سہو کے موقع پر عورتیں تسبیح کے بجائے دستک سے کام لیں۔ جب نماز میں فتنۂ آواز سے لوگوں کے محفوظ رہنے کا اس درجہ اہتمام کیا گیا ہے تو عام حالات میں اس فتنہ سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی کوشش کس درجہ ضروری ہے۔ اس کو ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

فتنۂ خوشبو

〈۱〉 عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْباً. (مسلم)

ترجمہ: حضرت زینبؓ حضرت عبد اللہؓ کی بیوی روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا نے ہم (عورتوں) سے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے تو خوشبو لگا کر نہ آئے۔“

تشریح: یعنی وہ ایسی خوشبو لگا کر مسجد میں نہ آئے کہ دور تک فضا معطر ہو جائے اور یہ خوشبو مردوں تک پہنچے۔ کیوں کہ کسی عورت کی خوشبو کی وجہ سے مرد کو اس کی طرف رغبت پیدا ہو سکتی ہے اور یہ چیز فتنہ وفساد کا سبب بن سکتی ہے۔

〈۲〉 وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا امْرَأَةٍ اَصَابَتْ بُخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ. (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت خوشبو کی دھونی لے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی جماعت میں شریک نہ ہو۔“

تشریح: یعنی عود اور خوشبودار لوبان وغیرہ کی دھونی سے اپنے جسم، بال اور لباس کو خوشبو میں بسا کر مسجد میں لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرنے نہ آئے، کیوں کہ اس کی خوشبو مردوں کی ناک تک پہنچے گی اور یہ چیز فتنے کا باعث ہو سکتی ہے۔

〈۳〉 وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا اِنَّ طِيْبَ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ

رِیحُهٗ وَلَمْ یَظْهَرْ لَوْنُهٗ، اَلاَ اِنَّ طِیْبَ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَ لَمْ یَظْهَرْ رِیحُهٗ. (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: ”جان لو، مردوں کی خوشبو وہ ہے، جس کی بو عیاں اور ظاہر ہو لیکن اس کا رنگ ظاہر نہ ہو۔ جان لو کہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس کا رنگ ظاہر ہو، اس کی بو ظاہر نہ ہو۔“

تشریح: عمران بن حُصینؓ کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: اَلاَ وَطِیْبُ الرِّجَالِ رِیحٌ لاَ لَوْنَ لَهٗ وَقَالَ: وَ طِیْبُ النِّسَآءِ لَوْنٌ لاَ رِیحَ لَهٗ (ابوداؤد) ”جان لو، مردوں کی خوشبو میں مہک ہوتی ہے، رنگ نہیں ہوتا اور عورتوں کی خوشبو میں رنگ ہوتا ہے، مہک نہیں ہوتی۔“

مردوں کی خوشبو کی مثال گلاب اور مشک وغیرہ ہیں کہ ان میں خوشبو ہوتی ہے لیکن ایسا رنگ نہیں ہوتا کہ آراستگی اور زینت کے لیے ان کو استعمال کیا جا سکے۔ عورتوں کے لیے پسندیدہ خوشبو کی مثال زعفران اور مہندی وغیرہ ہیں، جن میں رنگ تو ہوتا ہے کہ ظاہری زینت و آراستگی میں معاون ہو سکیں لیکن ان میں کوئی ایسی تیز قسم کی خوشبو نہیں ہوتی کہ کسی فتنے کا باعث ہو۔ عورتوں کے لیے یہ حکم کہ وہ تیز خوشبو نہ لگائیں اس وقت کے لیے ہے جب کہ وہ باہر نکلیں ورنہ اپنے گھر میں خاوند کے پاس جس طرح کی خوشبو وہ چاہیں استعمال کر سکتی ہیں۔

عریانیت سے پرہیز

〈۱〉 عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ. (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عورت پردے کی چیز ہے۔ چناں چہ جب کوئی عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے۔“

تشریح: عورت کی شخصیت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اسے اپنے وقار و عظمت کی حفاظت کی طرف خاصی توجہ دینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ عورت کی قدر و قیمت یہ نہیں ہے کہ اسے محض جنسی ہوس ناکیوں کی تسکین کا سامان تصور کیا جائے۔ باحیا عورت کی غیرت کو تو یہ بھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ کسی ہوس کار کی ناپاک نگاہ بھی اس پر پڑ سکے۔

شیطان کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو اخلاقی لحاظ سے نہایت پستی میں گرا دے، وہ لوگوں کو بدکار اور فسق و فجور میں مبتلا دیکھنا چاہتا ہے۔ عورت جب اپنے محفوظ گھر

سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے لیے کوشاں ہوتا ہے کہ غیروں کی نگاہیں اس پر پڑیں اور وہ ان کو فتنے میں مبتلا کر کے رہے۔ ہوس کاریوں اور بدکاریوں میں پڑنے کے بعد آدمی کا کوئی کردار نہیں رہتا۔ اور اس حقیقت کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ بے کردار شخص سے خدا کی بندگی ممکن نہیں ہوسکتی۔ اور شیطان کی ساری سعی و جہد کا اصل مقصد یہی ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کی طاعت و بندگی سے برگشتہ کر دے۔

〈۲〉 وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَآءٌ كَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَآئِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا وَ اِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةٍ كَذَا وَ كَذَا. (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: ''اہلِ دوزخ کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے، جن کے ہاتھ میں بیل کے دُم جیسے کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے۔ اور دوسری قسم ان عورتوں پر مشتمل ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن درحقیقت وہ ننگی ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی جانب مائل۔ ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہلتے ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی بو پا سکیں گی حالاں کہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور کی مسافت (یعنی بہت دور) سے آتی ہے۔

تشریح: بختی اونٹ سے مراد لمبی گردن والے اونٹ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظلم و زیادتی کو روا رکھنے والے لوگ جنت کے مستحق نہیں ہوتے اسی طرح وہ عورتیں بھی جنت میں داخل ہونے کا حق نہیں رکھتیں جو اخلاقی لحاظ سے اس پستی کو پہنچ گئی ہوں کہ ان کی زندگی میں سب سے کیف انگیز چیز بس یہ رہ گئی ہو کہ وہ دوسروں کو لبھانے اور انھیں اپنا گرویدہ بنانے میں کامیابی حاصل کریں۔ دوسروں کو اپنا شکار بنائیں اور خود دوسروں کی نگاہِ ہوس کا شکار ہوں۔ ایسی عورتیں دوسروں پر ڈورے ڈالنے کے لیے بناؤ سنگار سے بھی کام لے سکتی ہیں اور اس کے لیے دیگر چال ڈھال بھی اختیار کرسکتی ہیں۔ پھر ان کا لباس ایسا ہوگا کہ اسے زیبِ تن کر کے بھی وہ عریاں ہوں گی۔ ان کا کپڑا اتنا باریک ہوگا کہ اندر سے ان کا

بدن پوری طرح جھلکے گا۔ یا پھر وہ ایسے کپڑے یا ایسی کٹنگ اور تراش وخراش کا لباس پہنیں گی، جو غیر ساتر ہوگا۔ اسے پہننے کے بعد بھی ان کے جسم کے کتنے ہی پرکشش اعضا کھلے رہیں گے۔

ایسی بے شرم اور آبرو باختہ عورتوں کے لیے جنت نہیں بنائی گئی ہے۔ ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی، جب کہ جنت کی خوشبو بہت دور کے فاصلے سے ہی آنے لگتی ہے۔

﴿۳﴾ وَ عَنْ یَعْلیٰ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَأیٰ رَجُلاً یَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنیٰ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالسِّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ. (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت یعلیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بغیر تہ بند کے میدان میں غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد وثنا کی، اس کے بعد فرمایا: ''بے شک اللہ بہت حیا والا ہے، بڑا پردہ دار ہے اور اسے حیا اور پردہ پوشی بہت پسند ہے۔ پس جب کوئی تم میں سے غسل کرے تو ستر کو چھپائے۔''

تشریح: جب خدا خود حیا والا ہے تو پھر ہمارے اندر بھی حیا کا وصف ہونا چاہیے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر بے حیائی اور بے شرمی کے کاموں سے اپنے کو دور رکھیں۔ اسی طرح جب ہمارے خدا کو پوشیدگی پسند ہے تو ہمیں اس کی قدر وقیمت کا پورا احساس ہونا چاہیے۔

وہ ہر کس وناکس کے سامنے ظاہر ہونے کا روادار نہیں، پھر ہمیں بھی عزتِ نفس اور خودداری کا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے۔ عورت چوں کہ سراپا ستر ہوتی ہے اس لیے اس کا نامحرموں کے سامنے بے حجابانہ آنا خود اپنی قدر ومنزلت گھٹادینے کے مترادف ہے۔

استیذان

﴿۱﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَوْ اَنَّ رَجُلاً اِطَّلَعَ عَلَیْکَ بِغَیْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَیْنَهُ مَا عَلَیْکَ مِنْ جُنَاحٍ. (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص تمھارے گھر میں بغیر تمھاری اجازت کے جھانکے اور تم اسے ایک کنکری سے مارو اور اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔''

تشریح: زمانہ جاہلیت میں اہل عرب بے تکلف حُیِّیْتُم صَبَاحًا، حُیِّیْتُم مَسَاءً (صبح بخیر،

شام بخیر) کہتے ہوئے ایک دوسرے کے گھر میں داخل ہو جاتے تھے۔ بعض اوقات عورتوں پر نا دیدنی حالت میں نگاہیں پڑ جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح فرمائی اور ہر شخص کو اس کے اپنے گھر میں تخلیہ (Privacy) کا حق عطا فرمایا۔ اور اجازت کے بغیر کسی کے تخلیہ میں خلل انداز ہونے کو یکسر ممنوع قرار دے دیا۔ کسی کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے جھانکنا معیوب ہے اس کا بخوبی اندازہ حضورؐ کی اس حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔

〈۲〉 وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَدَعَوْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: اَنَا. قَالَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَنَا اَنَا. (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے آواز دی۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ میں ہوں۔ آپؐ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے: ''میں تو میں بھی ہوں۔''

تشریح: ابوداؤد کی روایت میں ہے: عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّهٗ ذَهَبَ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فِیْ دَيْنِ اَبِيْهِ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: اَنَا. قَالَ: اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهٗ. ''حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کے قرضے کے سلسلے میں نبی ﷺ کے پاس گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے پوچھا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ میں۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں تو میں بھی ہوں۔'' گویا آپؐ نے اسے سخت ناپسند فرمایا۔

مطلب یہ ہے کہ اس ''میں'' سے کوئی کیا سمجھے کہ تم کون ہو۔ تمھیں صاف صاف اپنا نام لینا چاہیے۔

〈۳〉 وَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْاِسْتِيْذَانُ ثَلاَثًا فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَ اِلَّا فَارْجِعْ. (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اجازت مانگنی تین بار ہے۔ پھر اگر اجازت ملے تو بہتر ورنہ لوٹ جاؤ۔''

تشریح: یہ تین بار آواز دینا پے درپے نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ ٹھہر ٹھہر کر پکارنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس کا امکان ہے کہ صاحبِ خانہ کو کوئی ایسی مشغولیت ہو کہ وہ فوراً جواب دینے سے قاصر ہو اسے اس کا موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنی مشغولیت سے فارغ ہو سکے۔